ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

جدید سیرت نگاری ...... مقدمہ سیرت الرسولؐ (جلد اوّل، دوم)

Modern biographical ...... the case of Sirat-ul-Rasool (Vol. I, II)

وحید عزیز
پی ایچ۔ڈی اُردو اسکالر، منہاج یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر ناصر بلوچ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، منہاج یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Dr. Tahir-ul-Qadri has shed light on the migration to Madinah and the establishment of the state in the aforementioned volume of Sirat-ul-Rasool. There is no doubt that the establishment of the state of Madinah had introduced mankind to a new welfare direction, the principles and constitutions formulated at the time of the establishment of this state had surprised the human mood. The story of brotherhood and self-sacrifice that was practically compiled by the people of faith had no precedent in human history. The practical model of religious values was in the foundations of this state. Dr. Tahar-ul-Qadri has described the political vision of the Holy Prophet (peace be upon him) in terms of the state, how he focused on internal and external affairs and gave laws to the entire world to run the system with his brilliant decisions

Key Words: Tahir-ul-Qadri, aforementioned, brotherhood, foundations, political vision, brilliant decisions

۱۔ مقدمہ سیرۃ الرسولؐ:

مقدمہ سیرۃ الرسول (جلد اول)، ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تحریر کردہ کتاب ہے۔ دو جلدوں پر مشتمل اس مقدمہ میں ڈاکٹر طاہر القادری نے آنحضرتؐ کے اوصاف حمیدہ کو جدید دور کے مطابق ڈھال کر بیان کیا ہے۔ پہلی جلد کی اشاعت اول فروری ۱995ء میں ہوئی۔ اشاعت دوم مارچ ۱۹۹۶ء میں، اشاعت سوم جون ۱۹۹۷ء، اشاعت چہارم دسمبر ۱۹۹۷ء میں، اشاعت پنجم فروری 1999ء میں، اشاعت ششم سن ندارد، اشاعت ہفتم مئی ۲۰۰ ۲ء میں، اشاعت ہشتم نومبر ۲۰۰۲ء میں، اشاعت نہم مارچ ۲۰۰۴ء میں، اشاعت دہم مارچ ۲۰۰۵ء میں، اشاعت یازدہم اپریل ۲۰۰۶ء میں، اشاعت دوازدہم ستمبر ۲۰۰۷ء میں ہوئی۔ سیرۃ الرسولؐ (مقدمہ) جلد دوم کی اشاعت اول مارچ ۲۰۰۷ء میں ہوئی، اشاعت دوم فروری ۲۰۰۹ء میں اور اشاعت سوم اکتوبر ۲۰۰۹ء میں ہوئی۔ منہاج القرآن پبلی کیشنز نے دونوں جلدیں شائع کیں۔ سیرۃ الرسول (مقدمہ) جلد اول ۶۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کا سرورق نہایت خوبصورت ہے جس میں چمکتا ہوا سیرۃ الرسول نمایاں ہے۔ ترتیب کچھ اس نوعیت سے ہے کہ سب سے پہلے فہرست، اس کے بعد پیش لفظ، اس کے بعد ابتدائیہ: مطالعہ سیرت کا منہاج ابتدائیہ: مطالعہ سیرت کا منہاج کے سات مختصر عنوانات بنائے گئے ہیں۔

۱۔ عالم اسلام میں سیرۃ الرسولؐ کا ادھورا فہم ۲۔ غیر اسلامی دنیا میں سیر کے فہم اور ابلاغ میں درپیش چیلنجز ۳۔ مطالعہ سیرت الرسول کے بنیادی اصول۔

ان عنوانات میں کئی ذیلی عنوانات ہیں۔ اس کے بعد سات ابواب ہیں۔

باب اول: قرآن کا جمالیاتی اسلوب اور بیان سیرت

باب دوم: صحابہ کرام کا طرز عمل اور تشکیل اسلوب سیرت

باب سوم: سیرۃ الرسولؐ کی دینی اہمیت

باب چہارم: سیرۃ الرسولؐ کی آئینی و دستوری اہمیت

باب پنجم: سیرۃ الرسولؐ کی ریاستی اہمیت

باب ششم: سیرۃ الرسولؐ کی انتظامی اہمیت

باب ہفتم: سیرۃ الرسولؐ کی علمی و سائنسی اہمیت

☆عمومی اشاریہ ☆ماخذ و مراجع

ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃ الرسول (مقدمہ) جلد اول میں حضور پاکؐ کے جمال سیرت مبارکہ کا تذکرہ قرآنی آیات کی روشنی میں کیا ہے۔ باری تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے متعلق آپؐ کے عظیم کردار کو کس انداز سے سراہا ہے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آپؐ کے اوصاف حمیدہ شاندار انداز میں بیان کیے ہیں اس کی نظیر ممکن نہیں ہے۔ آپؐ کی سیرت، آپؐ کے اوصاف حمیدہ کے علاوہ قرآن حکیم میں احکامات الٰہیہ موجود ہیں۔ ان احکامات کا اطلاق و نفاذ سیرۃ الرسولؐ سمجھے بغیر ممکن نہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے دوسرے باب میں صحابہ کرام کے طرز عمل سے سامنے آنے والے سیرت کے اہم پہلوؤں کا ذکر کیا ہے۔ صحابہ کرام کا رہن سہن، طرز تخاطب، طریقہ حکمرانی، رسوم و رواج اور کاروباری معاملات ہوں یا فتوحات صحابہ نے وہی اصول اپنائے جو انہیں رسول اکرمؐ نے سکھائے تھے۔ جو کچھ انہوں نے آنحضرتؐ سے عملی طور پر سیکھا وہی طرز عمل انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں شامل کیا۔ اس طرح سیرت کے سب پہلو ہر ایک پر عیاں ہونے لگے۔ آفتاب نبوت کی روشنی جب افق معاشرت پر دمکی تو ظلمت خانوں میں روشنی ہو گئی۔ اس طرح پیام رسالت عملی طور پر ہر جگہ پہنچا۔ تیسرے باب میں سیرۃ الرسول کی دینی اہمیت پر بات کی گئی ہے۔ مذہب اسلام آپؐ کے کردار عظیم ہی سے ساری دنیا میں پھیلا۔ آپؐ کی صداقت، محبت، اطاعت الٰہی، شریعت اسلامی کا عملی نمونہ آپؐ کی ذات اقدس ہے۔

چوتھے باب میں ڈاکٹر طاہر القادری نے آپؐ کی آئینی و دستوری اہمیت بیان کی ہے۔ آپؐ کی ذات عظیم کامل و جامع ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں آپؐ کی حیات مبارکہ ہر لحاظ سے انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپؐ نے پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ آپؐ نے انسانیت کو یہ سبق عظیم پڑھایا کہ ریاستیں انقلاب سے بنتی ہیں اور جمہوریت کے سنہرے اصولوں سے پروان چڑھتی ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے ریاست مدینہ کے آئین کا دستوری و سیاسی تجزیہ پیش کیا ہے۔ القادری (۱) نے اس انداز میں درج کیا ہے:

"۱۔ آئین ریاست مدینہ کے بنیادی اصول

۱۔ اللہ تعالیٰ کی حقیقی حاکمیت کا تصور ۲۔ رسول اللہؐ کی نیابتی حاکمیت کا تصور ۳۔ تحریری دستور

۴۔ تشکیل مملکت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

۱۔روح جمہوریت ۲۔مملکت کی اخلاقی اساس

۳۔کثیر الثقافتی سوسائٹی کا قیام ۴۔قومی وحدت ۵۔ریاستی قومیتوں کا تصور

۳۔نظام مملکت

۱۔اختیارات کی عدم مرکزیت ۲۔اختیارات کا توازن ۳۔علاقائی خود مختاری ۴۔قانون کی حکمرانی

۵۔مقامی رسوم و قوانین کا احترام

۴۔معاصر امتیازات

۱۔بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت ۲۔مذہبی آزادی کا تحفظ ۳۔اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ ۴۔خواتین کے حقوق کا تحفظ

۵۔نفاذ آئین کی ضمانت

۱۔سازشی اور تخریبی سرگرمیوں کا تدارک ۲۔مدینہ کا دارالامن قرار دیا جانا۔"

باب پنجم میں سیرۃالرسول کی ریاستی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضور اکرمؐ نے پہلی فلاحی ریاست کے صرف معنی ہی نہیں بتائے بلکہ اس کی عملی بنیاد رکھ کر اہل دنیا کے لیے ریاست کے عمدہ اور فلاحی ہونے کا باقاعدہ مژدہ سنادیا تھا۔ آپؐ سے پہلے جتنے بھی انبیاء ورسل تشریف لائے سب نے انقلاب کا پیغام دیا مگر اس پیغام انقلاب کی تکمیل آپؐ کی ذات اقدس ہی بنی۔ اسی لیے باقاعدہ ایک ایسی ریاست کا قیام آپؐ کے ذریعے وجود میں آیا جس نے دنیا کو ریاستی اقداری اصولوں سے واقف کیا۔ القادری (۲) اس باب کے ابتدا میں رقمطراز ہیں:

"انسانی معاشرے کی تشکیل و تنظیم کی کوششوں کا آغاز انسان کے شعوری دور سے ہو گیا ہے۔ تاہم معاشرتی و ریاستی نظریے کے قیام کے اصول و ضوابط اور محرکات ہر دور میں مختلف رہے۔ الوہی رہنمائی اور پیغمبرانہ قیادت ہر دور میں بنی نوع انسان کو میسر رہی مگر مرور ایام کے ساتھ مبنی بر وحی ہدایت کے اثرات ماند پڑتے گئے اور افضل و ادنی مفادات ہی معاشرے اور ریاست کے نظم و تشکیل کے کلیدی عنصر بن گئے۔ اسلام کا ظہور ایک ایسے ہی زمانے میں ہوا جب پوری دنیا میں کہیں بھی ایک مثالی، فلاحی اور اعلیٰ اقدار پر مبنی ریاست کا کوئی وجود نہ تھا۔ دنیا بنی نوع انسان کے بہتر مستقبل کے لیے ایک مثالی اور منظم ریاست کے خلا کو محسوس کر رہی تھی جو انسان کے اقدام و خطا اور ناقص فکر پر مبنی اصولوں سے تشکیل نہ پائی ہو بلکہ اس کی اساس آفاقی اور ابدی اصولوں پر استوار کی گئی ہو۔ حضور نبی اکرمؐ کی سیرت مبارکہ نے اس خلا کو فکری اور عملی دونوں سطحوں پر پُر کیا اور انسانیت کو ایسے آفاقی اصول و ضوابط عطا فرمائے جن کی افادیت اور اطلاقی اہمیت سے انسانی تہذیب کبھی بھی مستغنی نہیں ہو سکتی۔"

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃ الرسولؐ کی مذکورہ جلد میں ہجرت مدینہ اور قیام ریاست پر خوب روشنی ڈالی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ریاست مدینہ کے قیام نے بنی نوع انسان کو ایک نئی فلاح کی سمت سے متعارف کروایا تھا جو اصول اس ریاست کے قیام کے وقت وضع ہوئے ان اصولوں اور دساتیر نے انسانی مزاجوں کو حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔اخوت وایثار کی جو داستان اہل ایمان نے عملی طور پر مرتب کی تھی اس کی نظیر انسانی تاریخ میں اس سے پہلے موجود نہ تھی۔ مذہبی اقدار کا عملی نمونہ اس ریاست کی بنیادوں میں تھا۔ڈاکٹر طاہر القادری نے رسول اکرمؐ کے ریاستی لحاظ سے سیاسی وژن کو بیان کیا ہے کہ کس طرح آپؐ نے داخلی وخارجی معاملات پر توجہ مرکوز کی اور اپنے شاندار فیصلوں سے پورے عالم کو نظام چلانے کے لیے قوانین عطافرمائے۔ محبت واخوت کا سبق پڑھ کر اور تعلیمات رسالت سے مستفید ہونے والوں نے غیروں کو بھی اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔اس سلسلے میں ڈاکٹر طاہر القادری نے فلپ کے ہٹی (Philip K. Hitti)کی کتاب Mohammedanism: An Historical Survey کا اقتباس بھی درج کیا ہے(۳)

(ترجمہ)''مدینہ کی اس مذہبی کمیونٹی میں سے بعد کی بڑی اسلامی ریاست وجود میں آئی۔مہاجرین اور انصار کی یہ نئی کمیونٹی اللہ کے بندوں پر مشتمل امت کے مذہب کی بنیاد پر قائم کی گئی۔ عرب کی تاریخ میں یہ پہلی کوشش تھی کہ خون کی بجائے مذہب کی بنیاد پر کوئی سماجی تنظیم وجود میں آئی۔ ریاست کی اعلیٰ ترین حاکمیت کا مظہر اللہ رب العزت کی ذات تھی۔اس کے پیغمبرؐ جب تک کہ وہ زندہ رہے اس کے قانونی نائب اور اس زمین پر اعلیٰ ترین حاکم تھے۔اسی طرح محمدؐ نے روحانی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ دنیاوی اختیار واقتدار کو بھی استعمال کیا جو کسی بھی ریاست کا سربراہ استعمال کر سکتا ہے۔اس کمیونٹی کے اندر تمام لوگ قبائلی یا قدیم وفاداریوں سے قطع نظر (اسلام کے)اصول کی بنیاد پر ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن چکے تھے۔''

باب ششم میں سیرۃ الرسول کی انتظامی اہمیت پر ڈاکٹر طاہر القادری نے قلم فرسائی کی۔آپؐ نے مدینہ میں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔یہ مسجد بیک وقت عبادت گاہ اور دار الشوریٰ (پارلیمنٹ) کی حیثیت رکھتی تھی۔ریاست کے انتظامی ڈھانچہ کے متعلق القادری (۴) نے یوں بیان کیا ہے:

''انتظامی ڈھانچے کے اعتبار سے ریاست مدینہ کا نظم ونسق تین سطحوں پر قائم تھا:

۱۔مرکزی سطح ۲۔صوبائی سطح ۳۔مقامی سطح

مدینہ میں آپؐ سے قبل کوئی نظام موجود نہ تھا۔ تمام نظام کا آپؐ نے ہی آغاز فرمایا اور اسے ترقی دی۔آپؐ نے اس نظام کی بنیاد ان اصولوں پر رکھی جو جدید تہذیب کی بنیاد بنے مثلاً شہری منصوبہ بندی کے سلسلے میں آپؐ نے فرمایا ''جب تم راستوں کی توسیع کرو تو انہیں سات گز چوڑا رکھو تاکہ دولدے ہوئے جانور بآسانی آمنے سامنے گزر سکیں۔'' گویا آپؐ نے دورویہ ٹریفک اور بلدیاتی منظمہ کا تصور دیا۔ چند کاتبوں پر مشتمل ایک دفتر (سیکرٹریٹ) بھی قائم کیا گیا۔ان کاتبوں کے فرائض مختلف تھے۔ کچھ لوگ وحی لکھا کرتے تھے۔ کچھ لوگ زکوٰۃ کے اندراجات کرتے، یعنی رقم کس سے وصول ہوئی اور کس پر خرچ کی گئی۔ جنگوں میں حاصل ہونے والے مال غنیمت کے بارے میں آپؐ کی واضح ہدایات تھیں۔اس میں سے سارے فوجیوں کو برابر حصہ دیا جاتا تھا اور پانچواں حصہ حکومت کو ملتا تھا۔مال غنیمت کے حساب کے لیے بھی مخصوص کاتب مقرر تھے۔اسی طرح کم وبیش اس بارہ مدوں کے لیے الگ الگ کاتب مقرر کیے گئے تھے۔ ان میں محکمہ خارجہ بھی تھا جہاں بیرونی حکمرانوں اور سرداروں سے رابطہ کے لیے خط وکتابت ہوتی تھی۔''

باب ہفتم میں سیرۃالرسولؐ کی علمی وسائنسی اہمیت پر ڈاکٹر طاہر القادری نے عصر حاضر کے علوم،ایجادات اور دریافتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ آج کی ترقی درحقیقت آنحضرتؐ کی تعلیمی وعلمی کاوشوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔آپؐ نے فروغ علم کے لیے انقلابی اقدامات اٹھائے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ باری تعالیٰ نے جو پہلی وحی غار حرا میں آپؐ پر نازل فرمائی وہ سورۃ العلق کی پانچ آیات تھیں۔اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: (۵)

(ترجمہ) ''(اے حبیبؐ) پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا۔اس نے انسان کو جونک کی طرح معلق وجود سے پیدا کیا۔پڑھیے اور آپؐ کا رب بڑا ہی کریم ہے۔جس نے قلم کے ذریعے (لکھنے پڑھنے کا) علم سکھایا۔جس نے (سب سے بلند مرتبہ) انسان (محمد مصطفیؐ) کو (بغیر ذریعہ قلم کے) وہ سارا علم عطا فرمایا جو وہ پہلے نہ جانتے تھے۔''

ڈاکٹر طاہر القادری نے اس باب میں رسول اللہؐ کی علم سے محبت کا اظہار کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ آپؐ مروجہ علوم کے حصول کے لیے اہل ایمان کو تاکید فرماتے تھے۔غزوہ بدر کے قیدیوں کو مسلمان بچوں کو پڑھانے کے عوض آزادی دینا آپؐ کی تعلیم سے محبت کا واضح ثبوت ہے۔اسلام تحقیق وجستجو کی دعوت ہر کسی کو دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام کے پیشوا حضرت محمدؐ کی تعلیمات نے جدید علوم کی طرف لوگوں کا رجحان کیا۔ڈاکٹر طاہر القادری نے اس باب میں اسی بات پر روشنی ڈالی ہے۔القادری (۶) رقم طراز ہیں:

''اسلام کی اوائل صدیوں کے اندر ہی پوری دنیائے انسانیت کی معلم بن کر ابھری۔اور اس نے سائنسی علوم کو ایسی مضبوط بنیادیں فراہم کیں جن کا لوہا آج بھی مانا جاتا ہے۔اس باب میں قرآن وسنت کی تعلیمات کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ اس نے انسانی ذہن کو اپنے وجود اور نظام کائنات کے حقائق کو سمجھنے کے لیے دعوت غور وفکر دی۔''

۲۔مقدمہ سیرۃالرسولؐ (جلد دوم):

ڈاکٹر طاہر القادری نے مقدمہ سیرۃالرسولؐ کی دوسری جلد تحریر کی۔اس کی اشاعت اول ۲۰۰۷ء میں،اشاعت دوم فروری ۲۰۰۹ء اور اشاعت سوم اکتوبر ۲۰۰۹ء میں ہوئی۔۷۱۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور نے شائع کی۔کتاب کا پیش لفظ ڈاکٹر طاہر حمید تنولی نے تحریر کیا ہے۔مقدمہ سیرۃالرسول کے نو ابواب ہیں۔

۱۔سیرۃالرسول کی شخصیتی ورسالتی اہمیت

۲۔سیرۃالرسول کی ثقافتی اور تہذیبی اہمیت

۳۔سیرۃالرسول کی تاریخی اہمیت

۴۔سیرۃالرسول کی معاشی حیثیت

۵۔سیرۃالرسول کی عصری وبین الاقوامی اہمیت

۶۔سیرۃالرسول کی نظریاتی وانقلابی اہمیت

۷۔سیرۃالرسول کی اہمیت حقوق انسانی کے تناظر میں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

۸۔ سیرۃ الرسول کی اہمیت اقلیتوں کے حقوق کے تناظر میں

۹۔ سیرۃ الرسول کی اہمیت امن عالم کے تناظر میں

مآخذ و مراجع

مقدمہ سیرۃ الرسول میں ڈاکٹر طاہر القادری نے جدید تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ایسی کتاب تحریر کی ہے جو ہر لحاظ سے جدید اسلوبیاتی اصولوں اور تحقیقی تقاضوں پر پورا اترتی ہے۔ حضور اکرمؐ کی سیرت پاک کے ان پہلوؤں کو ڈاکٹر طاہر القادری نے موضوع بنایا ہے۔ عصر حاضر میں جن کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ انہوں نے روایتی سیرت نگاری کی بجائے حقائق منکشف کرنے کی عمدہ سعی کی ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے ابواب عمدگی کے ساتھ رکھے گئے ہیں۔ باب نمبر ا میں حضور اکرم کی شخصیتی رسالتیی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ حضور اکرمؐ کی سیرت کے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے جو رہتی دنیا تک انفرادیت کے حامل ہیں اور جن کی نظیر آپؐ کی ذات عظیم ہر ایک کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے اور نمونے کی حیثیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے بھی آپؐ کی ذات اقدس کو ہر لحاظ سے اہل دنیا کے لیے نمونے کی حیثیت قرار دیا ہے۔ القادری(۷) رقم طراز ہیں:

> ''ایک عام شہری ہو یا کسی خاندان کا سربراہ، کوئی شوہر یا کسی کا باپ، مذہبی روحانی رہنما ہو یا کوئی تاجر ہو یا رفاہی کارکن، سیاسی رہنما ہو یا ریاستی سربراہ، عالم و خطیب ہو یا مربی و مرشد، مقنن ہو اور جج ہو یا سپاہی اور جرنیل، حکیم و فلسفی ہو یا کوئی مبلغ اخلاق، الغرض ہر ایک شخص اپنی زندگی کے مخصوص حالات و مقدضیات کے مطابق جس نوعیت کی بھی ہدایت اور نمونہ اطاعت کا طلبگار ہوتا ہے اسے اسی ایک ہی سیرت طیبہ سے نصیب ہو جاتا ہے۔ کسی کو بھی کہیں اور جانے کی حاجت نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ مرد و زن، بچے، بوڑھے اور جوان اپنے اپنے طرز عمل کو درست کرنے اور اپنے مسائل حیات کو حل کروانے کے لیے اسی دروازے پر آتے ہیں۔ ہر ضرورت مند کو اپنی تمام ضرورت کا سامان اسی ایک ہی در سے میسر آتا ہے۔ باری تعالٰی نے آپؐ کی سیرت اور تعلیمات میں اس قدر جامعیت اور ہمہ گیریت فرمادی ہے جو اول کائنات سے آخر کائنات تک نہ کسی کو عطا کی گئی اور نہ میسر آسکے گی۔''

باب دوم میں ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃ الرسولؐ کی ثقافتی اور تہذیبی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ تہذیب و ثقافت عام طور پر رہن سہن کے زمرے میں آتی ہے۔ تمدن سے ان کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اگرچہ آپؐ کی بعثت سے قبل بھی تہذیب و ثقافت جیسے الفاظ اور رسوم ورواج کے مجموعے انسانی زندگی میں کسی نہ کسی صورت موجود تھے مگر تہذیب و ثقافت کی صورت گرد آلود تھی۔ طبقاتی تقسیم نے اسے گہنا دیا تھا۔ آپؐ کی بعثت نے تہذیب و ثقافت کو ایک ایسا نکھار مہیا کیا جس میں طبقات کی تقسیم، ذات پات، رنگ و نسل، قبائلی تفاخر کا احساس نہیں تھا بلکہ اخوت و محبت میں ڈھلا ہوا یہ رنگ اس قدر دلکش اور خوش کن تھا کہ عرب کے فرسودہ نظام کو ایک تازہ پیام حیات میسر آگیا اور منقسم نظام توحید کی رسی تھام کر ایک ہو گیا۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے بھی اس باب میں ثقافت، تہذیب کی تعریف کے ساتھ ساتھ حضور اکرمؐ کی بعثت کے بعد جو اُصول سامنے آئے اس نے خطۂ عرب کی تمدنی زندگی کو یکسر تبدیل کر دیا اور پھر یہ تمدن دنیا کے ہر خطے تک پہنچا۔ القادری (۸) رقم طراز ہیں:

> ''حضور اکرمؐ نے اس دنیائے آب و گل کو ایک نیا تمدن اور نئی تہذیب عطا کی۔ دنیا کا گھسا پٹا نظام یکسر بدل کر رکھ دیا۔ اس میں نظم و نسق قائم کیا۔ دستور زندگی کی بنیاد رکھی۔ انسانوں کے اندر ایک ایسا بھائی چارہ قائم کیا جس نے فرد اور جماعت کے درمیان

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

الفت و محبت، اخوت و تعاون اور اتحاد و اتفاق کے اوصاف کو نشو و نما بخشی، شورائی نظام پر نظام مملکت استوار کیا۔ دین میں جبر و اکراہ کا خاتمہ کر دیا۔ لکم دین کم ولی دین کہہ کر واضح کر دیا کہ قصر اسلام میں داخل ہونے کے لیے ہر شخص کو آزادی حاصل ہے۔ محض کافر ہونے کی وجہ سے وہ باعث نفرت نہیں ہو سکتا بلکہ اہل کتاب عورتوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات استوار کرنے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ الغرض اسلام رواداری، تحمل اور بردباری کا حامل ہے اور یہ ایسی دنیا بسانا چاہتا ہے جو ظلم و ستم، بغض و کینہ اور حسد و تنگ نظری کے جذبات سے پاک ہو اور نوع بشر کے لیے امن و سلامتی اور پیار و محبت کا گہوارہ ہو۔ عہد رسالت مآبؐ میں ہر عظمت اور ہر رفعت نقوش کف پائے مصطفیؐ کے پیرہن میں سج دھج کر تہذیب انسانی کی آبرو قرار پاتی دکھائی دیتی ہے۔"

باب سوم میں ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃ الرسولؐ کی تاریخی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ جب سیرۃ طیبہ کی تاریخی حیثیت پر بات ہوتی ہے تو سب سے پہلے آپؐ کے غزوات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ تاریخ میں سرایا کی اہمیت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیرۃ کی ابتدائی کتب سیر و مغازی کے تعلق رکھتی تھیں۔ آپؐ کے غزوات کو مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ آپؐ ایک باکمال سپہ سالار تھے، آپؐ نے جو جنگیں لڑیں کمال کی بات یہ ہے کہ فتوحات سمیٹنے کے باوجود بھی انسانی جانیں بہت کم ضائع ہوئیں۔ لاکھوں مربع میل علاقے تسخیر کرنے کے باوجود بھی انسانوں کے ساتھ ایسا رویہ نہیں رکھا گیا جس سے ان کی تضحیک ہوتی یا انہیں اذیتیں پہنچائی جاتیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃ الرسول کی عسکری و دفاعی اہمیت کو خوب بیان کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ سپہ سالاری دہشت پھیلا کر ہی مسلم نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے اخلاقی اوصاف کا کمال کی صورت میں ہونا ایک لازمی جزو ہے۔ لازمی کا لفظ اس لیے قلم بند کیا کہ رسول اکرمؐ کی حیات پاک اہل ایمان کے لیے روشنی و ہدایت کا منبع ہے۔ آپؐ کی حیات پاک کا ہر عمل اہل ایمان کے لیے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ آپؐ نے اخلاقی اقدار کے کمالات عالم جنگ میں بھی دکھائے ہیں جنہوں نے آپؐ کی ذات اقدس کو پوری انسانیت کے لیے ایک ایسا نمونہ بنا دیا ہے کہ اگر سپہ سالاری کے ہنر کی بات بھی ہو تو آپؐ کی ذات کامل و جامع ہے۔ القادری (۹) بیان کرتے ہیں۔

"حضور نبی اکرمؐ کی دس سالہ مدنی زندگی میں تراسی (۳۸) کے قریب غزوات و سرایا ہوئے۔ گویا اسلام کے فروغ و اشاعت کے لیے آپؐ کو ہر سال اوسطاً آٹھ نو جنگوں سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ آپؐ نے اقامت دین اور بحالی حقوق انسانیت کے لیے اپنا جہاد عمل جاری رکھا۔ نتیجتاً دس بارہ لاکھ مربع میل تک اسلامی سلطنت کو غلبہ حاصل ہوا۔ مگر اس پوری جنگی و دفاعی زندگی میں فریقین کے مشکل سے چند سو آدمی مارے گئے۔ افواج اسلام کا اس قدر عظیم انسانی اور اخلاقی عمل آپؐ کے عدیم المثال سپہ سالار ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ انہی صحابہ کرامؓ کی بعد ازاں ہونے والی جنگوں میں بعض اوقات ایک ہی جنگ میں اس قدر جانی نقصان ہوا جو حضور نبی اکرمؐ کی سپہ سالاری میں دس سال کی جنگوں میں نہیں ہو سکا تھا۔ حضور نبی اکرمؐ کی حیات طیبہ میں فتوحات کا جو ریکارڈ قائم ہوا اگلی پچھلی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔"

باب چہارم میں ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃ الرسولؐ کی معاشی اہمیت کو موضوع بنایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ معاشی ضروریات انسانی زندگی میں اہمیت کی حامل ہیں۔ اس باب میں ڈاکٹر طاہر القادری نے کاہلی اور سستی کرنے والوں کو معاشرے کے لیے بوجھ قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے بلا عذر کاہلی کرنے والے کو پسند نہیں فرمایا۔ اگر گداگری یا اسی طرح بغیر مشقت کے کمانے کو کسی بھی طرح جائز نہیں سمجھا جاتا۔ آپؐ نے تمام عمر محنت کو شعار بنایا اور محنت ہی کی ترغیب دی۔ حصول

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

رزق کے لیے جائز کوششوں پر زور دیا ہے۔ آج کی معیشت جن باتوں پر زور دیتی ہے حضور اکرمؐ کی تعلیمات میں انہیں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ فلاحی معیشت کے قیام کے لیے افراد کا محنت پسند ہونا ایک لازمی جزو ہے۔ القادری (۱۰) بیان کرتے ہیں:

''حضور نبی اکرمؐ نے افراد معاشرہ کو کسب رزق کی تعلیم فرمائی اور معاشرے کے ماہرین صنعت و حرفت اور پیشہ ور کاریگروں کی حوصلہ افزائی فرمائی کیونکہ کسب رزق انبیاء کرام کی سنت ہے اور بہترین کسب رزق وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کیا جائے لٰہذا ضروری ہے کہ ایسے بے روزگار جو جان بوجھ کر کوئی کام نہیں کرتے ان کی حوصلہ شکنی کی جائے کیونکہ ایسے لوگ معاشرے پر بوجھ ہوتے ہیں۔ اسلام میں اس طرح کی بے روزگاری، گداگری اور توکل کا کوئی تصور نہیں بلکہ توکل کا مفہوم یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کیا جائے اور نتائج اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے حاصل کیے جائیں اور جو ایسا نہیں کرتا وہ توکل کرنے والا نہیں ہے۔ رزق کا حصول انتھک کوشش کے ساتھ مشروط ہے۔''

باب پنجم میں ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃ الرسول کی عصری و بین الاقوامی اہمیت بیان کی ہے۔ اگر موجودہ دور کے عالمی منظر نامے کا جائزہ لیا جائے تو سب سے مشکل حالات مسلم امہ کے لیے ہیں۔ اسلاموفوبیا نے دنیا کی اقوام کو ایک خوف و اضطراب میں مبتلا کر رکھا ہے کہ اگر اسلامی تشخص عام ہوا اور ان کی نسلوں تک اسلام کا حقیقی پیغام ان تک پہنچا تو ممکن نہیں کہ وہ اسلام کے معتبر اصولوں سے اپنا دامن بچا سکیں۔ امت مسلمہ کو اپنا تشخص برقرار رکھنے کے لیے مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے، اپنی شناخت کو محفوظ رکھنا ان عصری تقاضوں میں ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اس لیے ان مشکل اور ناموافق حالات میں امت کا تشخص اور دین کے اصول صرف ایک ہی صورت میں زندہ رہ سکتے ہیں وہ صورت ہے اسوہ حسنہ پر عمل حضور نبی اکرمؐ کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کر کے اپنی مشکلات کو ٹالا جا سکتا ہے اور حقیقی سکون کا راستہ تلاش کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے اس باب میں نیو اسلامک ورلڈ آرڈر کو سیرت محمدؐ کا ایک درخشاں باب قرار دیا ہے۔ انہوں نے جدید عالمی نظام کے تناظر میں سیرۃ الرسولؐ کے مطالعہ پر زور دیا ہے اور جدید انسانی مسائل کے تناظر میں سیرۃ الرسولؐ کے مطالعہ کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ آج کا انسان جن مسائل سے دوچار ہے اور مشکلات میں گھرا ہوا ہے ان تمام مسائل کا حل صرف اور صرف سیرت نبویؐ میں ہے۔ آپؐ نے چودہ صدیاں قبل انسان کی بھلائی کے لیے تمام مسائل کے حل بیان فرمائے۔ القادری (۱۱) بیان کرتے ہیں:

''سیرۃ الرسولؐ کی عصری اور بین الاقوامی اہمیت کا دوسرا پہلو جدید انسانی مسائل کے حوالے سے اجاگر ہوتا ہے۔ آج انسانیت عالمی سطح پر کئی پیچیدہ مسائل میں گھری ہوئی ہے۔ اقوام متحدہ (UNO) سے لے کر ہر ملک کی غیر سرکاری سماجی تنظیمات (NGO's) تک ان انسانی مسائل کے حل کے لیے پریشان ہیں مگر یہ حقیقت تقویت ایمان کا باعث ہے جو عالمی انسانی مسائل موجودہ دور میں پریشانی کا باعث بن رہے ہیں۔ سیرت نبویؐ نے قرآن و سنت کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کی صورت میں ان کا حل چودہ صدیاں قبل ہی عطا فرما دیا تھا۔ اب ہماری ذمہ داری ان عصری مسائل کا حل تلاش کرنا نہیں بلکہ بارگاہ مصطفویؐ سے ملنے والے حل کو نافذ اور روبعمل کرنا ہے۔''

باب ششم میں ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃ الرسولؐ کی نظریاتی و انقلابی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ انقلاب کیا ہے؟ پیغمبرانہ انقلاب سے کیا مراد ہے؟ جزوی اور ہمہ گیر انقلاب میں کیا امتیاز ہے؟ انقلاب کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

انقلاب کے مدارج کیاہیں اور ہر درجہ کے انقلاب کا مقصد کیا ہے ؟ڈاکٹر طاہر القادری نے ان سوالوں کو بحث کا حصہ بنا کر ان کے جوابات نہایت مدلل انداز میں پیش کیے ہیں۔ڈاکٹر طاہر القادری نے انقلاب کی دو اقسام درج کی ہیں۔ا۔تاریخی انقلاب ۲۔پیغمبرانہ انقلاب۔تاریخی انقلاب سے مراد عام آدمی کا انقلاب بھی لیا جا سکتا ہے۔اس لیے کہ عام انسان کے انقلاب کا اختتام ممکن ہے کہ کامیابی وکامرانی کی صورت میں نہ نکلے مگر پیغمبرانہ انقلاب کبھی بھی ناکامی پر اختتام پذیر نہیں ہوتا۔اسلام کی ترتیب پر غور کریں تو ہر دور کے رسول و نبی نے انقلاب کے علم کو بلند رکھنے کی کامیاب سعی کی ہے۔سیرۃالرسولؐ کے مطالعہ کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ نظریاتی فہم پختہ ہو سکے۔رسول اکرمؐ خاتم النبیین و خاتم الرسل ہیں۔آپؐ پر رسل وانبیاء کا سلسلہ رک گیا ہے۔وہ انقلاب بھی پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔اب روزحشر تک آپؐ کی شریعت ہی عالم اسلام کے لیے مشعل راہ ہے۔اور آپؐ کی ذات اقدس کے قائم کردہ اور بیان کردہ قوانین واصول ہی اہل ایمان کے لیے ذریعہ تسکین و نجات ہیں۔اہل ایمان کے لیے علم رسالت اور عمل رسالت ہی ہدایت کے سرچشمے ہیں۔القادری (۲۱)رقمطراز ہیں:

>''اسلام کی تمام تر ہدایت دو چشموں سے ماخوذ ہے،علم رسالت اور عمل رسالت۔علم رسالت قرآن ہے اور عمل رسالت سیرت طیبہ۔انسانی زندگی کے انفرادی،اجتماعی اور بین الاقوامی شعبوں میں تمام انقلاب طلب پہلوؤں کو جن کا ادراک خود نہ کر سکتا تھا قرآن کی روشنی میں واضح کر دیا گیا اور جس جس طریقہ سے یہ پہلو انقلاب پذیر ہو سکتے تھے ان کو متعین کر کے لیے حتمی قطعاً اور یقینا نتیجہ خیز لائحہ عمل کے طور پر سیرت محمدیؐ عطا کر دی گئی اور اسی سیرت طیبہ کی ہدایت اور قیادت کے ذریعے تئیس (۳۲) برس کے قلیل عرصے میں ہمہ گیر عالمی انقلاب بپا کر دیا گیا۔قرآن اور سیرت طیبہ کی راہنمائی میں پیغمبرانہ انقلاب کی جدوجہد بعثت سے لے کر حجتہ الوداع تک اپنے تمام مضمرات کے ساتھ اتمام کو پہنچی۔یہی وجہ ہے کہ انسان کو ابدالآباد تک کسی بھی صحت مند انقلاب کے لیے حضور نبی اکرمؐ کے بعد نہ تو کسی دیگر پیغمبرانہ بعثت کی ضرورت ہے اور نہ قرآن کے بعد کسی دیگر الہامی کتاب کی حاجت۔چنانچہ قیادت محمدی اور ہدایت قرآنی اپنے اندر انقلاب کے موجودہ نتائج پیدا کرنے کی ضمانت آج بھی اسی طرح رکھتی ہے جس کا قرونِ اولیٰ میں مظاہرہ ہو چکا ہے۔''

باب ہفتم میں ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃالرسول کی اہمیت حقوق انسانی کے تناظر میں اجاگر کی ہے۔انسانی حقوق مسلم ہیں۔معاشرتی نظام اس وقت تک اپنی صورت میں نکھار نہیں لا سکتا جب تک اس معاشرے میں حقوق کی پاسداری نہ ہو گی۔آپؐ نے غلامی کی مخالفت فرمائی۔انسان کی ازلی آزادی پر زور دیا۔اس کے حقوق کی اہمیت سمجھائی،فرسودہ اور انسانیت سوز نظام ورسومات کی حوصلہ شکنی فرمائی۔ڈاکٹر طاہر القادری نے اس باب میں بڑے بڑے مفکرین کا تذکرہ کیا ہے کہ جو اپنے آپؐ کو تہذیب انسانی کے ٹھیکے دار سمجھتے ہیں ان کے ہاں بھی کہیں نہ کہیں ایسے نظام کی گنجائش تھی جو انسان کو زنجیروں میں جکڑنے کا سبب تھا مگر آنحضرتؐ کے ہاں قوانین میں ایسا تاثر ہی نہیں ملتا۔القادری (۳۱)بیان کرتے ہیں:

>''سیرۃالرسولؐ کا انسانی حقوق کے حوالے سے مطالعہ کئی ایسے گوشوں کو ہمارے سامنے لاتا ہے جو اسلامی تہذیب کے ارتقاء کے فہم میں مدو معاون ثابت ہوتے ہیں۔اگر انسانی تہذیب کی تاریخ میں تصور حق کے متعارف ہونے اور نافذ ہونے کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلام سے پہلے حقوق کا واضح تصور اور اس کے خدوخال کسی بھی تہذیب یا نظام میں موجود نہ تھے بلکہ طاقت ور کا قول ہی قانون ہوتا تھا جملہ حقوق کا مستحق بھی طاقت ور ہی کو گردانا جاتا تھا۔حتیٰ کہ ارسطو جیسے مفکر نے بھی غلامی کے ادارے کے لیے اپنی ریاست میں جواز فراہم کیا۔لیکن حضور نبی کریمؐ نے حق کا ایک ایسا جامع تصور دیا جو ذات ربانی

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سے لے کر افراد معاشرہ پر عائد فرائض اور ذمہ داریوں تک سب پر محیط ہے۔ یعنی ذات الٰہی، درست بات، حقیقت پر مبنی قول اور افراد معاشرہ کی عائد ایک دوسرے پر ذمہ داریاں، یہ سب حق کہلاتی ہیں۔"

باب ہشتم میں ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃ الرسولؐ کی اہمیت اقلیتوں کے حقوق کے تناظر میں بیان کی ہے۔ موجودہ وقت میں یہ پورے عالم میں سب سے اہم مسئلہ ہے۔ اس لیے کہ آج کہیں بھی اقلیت محفوظ نہیں ہیں ماسوا ان ممالک میں جہاں شعوری رنگ میں تہذیب کا وجود ہے ان ممالک میں اسلامی ممالک سر فہرست ہیں۔ بالخصوص پاکستان۔ اس لیے کہ اس ریاست کی جڑیں مدینہ کی فلاحی ریاست سے جڑی ہوئی ہیں اور جنوبی ایشیا میں واحد نظریاتی ریاست ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے اس باب میں دنیا کے اہم ترین مسئلے کو سیرۃ الرسولؐ کے تناظر میں پیش کر کے، حضور اکرمؐ کی تعلیمات کے اس پہلو کو اجاگر کیا ہے جہاں محبت برداشت کے سائے میں پلتی ہے۔ اگر محبت میں برداشت نہ ہو تو وہ مفادات کا مجموعہ بن کر انسانی سوچ کو خود غرضی کی ترغیب دیتی ہے۔ اگر برداشت کا مادہ پختہ ہو تو مخالفین کو زیر کر کے بھی ان کے گھروں کو امان گاہ بنانے کا دستور وجود میں آتا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے آپؐ کے اقلیتوں سے برتاؤ کو بیان کیا ہے۔ اس ضمن میں فتح مکہ ایک بہت بڑی مثال ہے۔ یہاں اس امر کو سمجھنا ضروری ہے کہ مکہ کی فتح صرف اور صرف زمین کی فتح نہیں تھی بلکہ نظام ظلم کے خلاف جیت تھی اس کے باوجود بھی آپؐ نہ تو للکارتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے، نہ ہی فصلوں کو برباد کیا، نہ ہی لوگوں کے گھروں کو جلا کر دہشت کی دھاک بٹھانے کی کوشش کی بلکہ امن و سلامتی کا پیغام سنا کر کفر کے بتوں کو پاش پاش کیا۔ القادری (۴۱) رقم طراز ہیں:

> "اقلیتوں سے حضور نبی اکرمؐ کے حسن سلوک کا نتیجہ تھا کہ ان کا برتاؤ بھی آپؐ کے ساتھ احترام پر مبنی تھا۔ ایک جنگ میں آپؐ کا حلیف ایک یہودی جب مرنے لگا تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تیری بڑی جائیداد ہے اس کا وارث کون ہوگا؟ اس یہودی نے کہا محمد رسول اللہ میری جائیداد کے وارث ہوں گے۔ یہ اسلامی ریاستوں میں اقلیتوں سے حسن سلوک کا ایک غیر مسلم کی طرف سے اعتراف تھا۔ آپؐ کا اہل کتاب کے علاوہ مشرکین (بت پرست قوم) سے بھی جو برتاؤ رہا اس کی بھی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ مشرکین مکہ و طائف نے آپؐ پر بے شمار مظالم ڈھائے، لیکن جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپؐ کے ایک انصاری کمانڈر حضرت سعد بن عبادہؓ نے ابوسفیان سے کہا: "الیوم یوم الملحمۃ (آج لڑائی کا دن ہے) یعنی آج کفار سے جی بھر کر انتقام لیا جائے گا تو آپؐ ناراض ہوگئے اور ان سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے قیس کے سپرد کر دیا اور ابوسفیان سے فرمایا: الیوم یوم المرحمۃ (آج لڑائی کا نہیں بلکہ آج رحمت کے عام کرنے (اور معاف کر دینے) کا دن ہے۔"

باب نہم میں ڈاکٹر طاہر القادری نے سیرۃ الرسولؐ کی اہمیت امن عالم کے تناظر میں بیان کی ہے۔ اسلام امن و محبت و آشتی کا مذہب ہے۔ انسان ترقی کی منزل اس وقت تک طے نہیں کر سکتا جب تک امن و سلامتی پر مبنی ماحول میسر نہ ہو۔ اسلام اس سلسلے میں واحد مذہب ہے جس نے امن و سلامتی کو فروغ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا کردار عظیم پوری انسانیت کے سامنے زندہ مثال کے طور پر موجود ہے کہ آپؐ نے امن اور سلامتی کے لیے جس انداز سے سفارتی کوششیں کیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے اس باب میں عالمی امن کو سیرۃ الرسولؐ کے تناظر میں پیش کیا ہے کہ کس انداز میں آپؐ نے بین المسالک تعلق مضبوط کرنے کے لیے کوششیں فرمائیں۔ القادری (۵۱) بیان کرتے ہیں:

> "بین الاقوامی امن کے قیام کی مستحکم بنیادیں اس وقت تک استوار نہیں کی جا سکتیں جب تک اندرون ملک اور بیرون ملک کسی بھی قوم، مذہب یا ملک کی حکمت عملی مبنی بر عدل نہ ہو۔ اسلام اس تناظر میں بھی ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ تاریخ اسلام خصوصاً دور رسالت مآبؐ اور دور خلافت راشدہ کا اندرون ملک قیام امن کے حوالے سے اس شاندار تاریخی ریکارڈ کا حامل ہے جس کی نظیر تاریخ نہیں پیش کر سکتی بیرون ملک قیام امن کے امکانات کا اندازہ کسی بھی ملک کے بین الممالک تعلقات کی نوعیت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سے کیا جا سکتا ہے۔ حضور نبی اکرمؐ کے آئینی اور قانونی اقدامات جو مختلف ممالک، قبائل اور ریاست مدینہ سے باہر گروہوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے لیے کئے گئے نہ صرف اسلام بلکہ تاریخ عالم میں قانون بین الممالک کی بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔ان سے تاریخ انسانی پہلے شناسا نہ تھی۔''

اس کتاب میں ڈاکٹر طاہر القادری نے جدید اُسلوب اور سائنسی اُصولوں کے مطابق تحقیقی انداز اپنایا ہے۔ بین الاقوامی اصولوں اور بدلتے ہوئے رجحانات کو مد نظر رکھا ہے۔ عام فہم انداز میں سیرت کے اہم پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی کامیاب سعی کی ہے۔ آپؐ کے کردارِ عظیم، بالخصوص آپؐ کی قائم کردہ اصلاحات پر قلم فرسائی کر کے نئی نسل تک جدید انداز میں سیرتِ پاک کے سنہری اصول پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ القادری، محمد طاہر (۲۰۰۷ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد اول)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص:۲۵۹۔۲۵۸

۲۔ القادری، محمد طاہر (۲۰۰۷ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد اول)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص: ۳۸۷

۳۔ القادری، محمد طاہر (۲۰۰۷ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد اول)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص: ۳۸۹

۴۔ القادری، محمد طاہر (۲۰۰۷ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد اول)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص: ۴۸۲۔۴۸۱

۵۔ القرآن، سورۃ العلق، آیات ۱تا۵

۶۔ القادری، محمد طاہر (۲۰۰۷ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد اول)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص: ۵۴۷۔۵۴۶

۷۔ القادری، محمد طاہر (۲۰۰۹ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد دوم)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص: ۶۳

۸۔ القادری، محمد طاہر (۲۰۰۹ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد دوم)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص: ۱۱۷۔۱۱۶

۹۔ القادری، محمد طاہر (۲۰۰۹ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد دوم)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص: ۲۲۰

۱۰۔ القادری، محمد طاہر (۲۰۰۹ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد دوم)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص: ۲۲۸

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

۱۱۔ القادری، محمد طاہر (۹۰۰۲ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد دوم)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص:۳۹۵۔۳۹۴

۱۲۔ القادری، محمد طاہر (۹۰۰۲ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد دوم)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص: ۳۴ ۶

۱۳۔ القادری، محمد طاہر (۹۰۰۲ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد دوم)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص:۹۰۵

۱۴۔ القادری، محمد طاہر (۹۰۰۲ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد دوم)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص:۵۸۶۔۵۸۷

۱۵۔ القادری، محمد طاہر (۹۰۰۲ء) سیرۃ الرسولؐ (جلد دوم)، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص:۶۲۶